مدارسِ عربیہ کے لیے لائحہ عمل !

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک نہایت قابل احترام بزرگ کے نام مدارس عربیہ کی افادیت کو مزید بڑھانے کے سلسلے میں مندرجہ بالا گرامی نامہ تحریر فرمایا تھا جو نذر قارئین ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۲۲ ؍رجب ۱۳۸۹ھ

گرامی مآثر مخدوم ومحترم زیدت مفاخرکم العالیۃ ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

عرصہ گزرا کہ والا نامہ باعثِ شرف ہوا تھا، مجھے بے حد ندامت اور افسوس اور اپنی تقصیر کا اعتراف ہے کہ جواب میں اتنی شدید تاخیر ہوئی۔ عمر میں آپ کا یہ پہلا والا نامہ آیا تھا، مجھے فوراً جواب دینے کی کوشش کرنی چاہیے تھی اور شاید میری عمر میں ہی کسی خط کے جواب میں اتنی شدید تاخیر کا یہ پہلا موقع ہوگا، بہر حال نادم ومقصّر ہوں، لیکن تاخیر دراصل صرف اس لیے ہوئی کہ میں چاہتا تھا کہ تعمیل حکم کے لیے مفصل عریضہ لکھوں اور اس کے لیے فرصت ونشاط کا متلاشی رہا، ایک طرف جامعہ کے سالانہ امتحان کا قرب، کتابوں کے ختم کرانے کی فکر اور دوسری طرف دوسرے مشاغل، کچھ مفید کچھ غیر مفید کاموں کا ہجوم، طبیعت میں نشاط کا فقدان، علمی کسل وغیرہ موانع پیش آتے رہے، ورنہ آپ کا نامۂ کرم جواب طلب خطوط میں سب سے پہلے رکھا تھا، امید ہے کہ میرے ان اعذار کی وجہ سے آپ معاف فرما کر ممنون کرم فرمائیں گے۔ جس وقت آپ کا یہ نصاب مرتب ہو چکا تھا، برادرم مولانا صاحب نے ایک کاپی ارسال کی تھی، اس وقت سرسری سی کچھ ترمیم پیش کی تھی اور ایک مختصر خط میں چند اصولی باتیں پیش کی تھیں۔ تجویز نصاب کا مسئلہ بے حد اہم اور وقت کا شدید تقاضا اور اہم ضرورت ہے، اور جیسا کچھ ہو سکے کوشش کر کے طے کرنے کی ضرورت ہے۔ اتفاق سے مجھے عرصہ سے اس کا احساس اور شغف رہا ہے، لیکن اس ضرورت کے لیے سنجیدہ دماغ، مخلص حضرات اور تجربہ کار اصحاب جمع ہو کر کوئی خاکہ تیار کریں تو بہتر ہوگا۔ انفرادی کوشش نہ تو مفید ہو سکتی ہے نہ مؤثر، نہ امت کے لیے قابل قبول۔ نصاب

کے بارے میں تو میں بعد میں عرض کروں گا اور شاید اس مراسلہ میں اس کی نوبت نہ آئے، لیکن میرے خیال میں نصاب سے زیادہ اہم چند باتیں ہیں جو تعین نصاب کے لیے اصول موضوع کا کام دیتی ہیں، اس لیے عرض کرتا ہوں اور یہ مقصد نہیں کہ وہ چیزیں

آنجناب کے پیش نظر نہیں ہیں، لیکن شاید زیادہ توجہ نہ ہو یا کم از کم لازم فائدۃ الخبر کے درجہ میں خیال فرمائیں:

۱:- نصاب کوئی بھی ہو، لیکن اساتذہ کے انتخاب میں زیادہ غور کی ضرورت ہے، اس کے لیے مندرجہ ذیل امور کا لحاظ ضروری ہے:

الف:...... مفوضہ کتابوں کی تدریس میں اعلیٰ درجہ کی مہارت رکھتے ہوں، جس کا حاصل یہ ہے کہ استعداد بہت اعلیٰ ہو۔

ب:...... مخلص ہوں اور دل سے چاہیں کہ طلبہ کو علم آ جائے۔

ج:...... جن علوم کو پڑھاتے ہوں ان سے شغف و طبعی مناسبت ہو، غرض یہ کہ محض وقت گزارنا یا معاش کی ضرورت کو پورا کرنا مقصد نہ ہو۔ استعداد، اخلاص، شوق و مناسبت' یہ تین باتیں مدرسین کے لیے معیارِ انتخاب ہوں۔

۲:- طلبہ کی آسائش و راحت کا پورا خیال رکھا جائے، اگر مدرسہ میں سو طلبہ کے لیے وسعت اور راحت کا انتظام نہ ہو تو بیس رکھے جائیں، لیکن ان کی عملی نگرانی بہت سخت کی جائے۔ درسوں میں حاضری، رات کا مطالعہ، امتحانات میں نہایت سختی کی جائے، اور تسامح نہ کیا جائے، مثلاً اگر سہ ماہی میں فیل ہو گیا تو ششماہی کے لیے تنبیہ کی جائے کہ اگر ششماہی میں فیل ہو گیا تو سالانہ امتحان میں نہ لیا جائے گا، اس میں کوئی مراعات ہرگز نہ کی جائے کہ یہی مراعات سمِ قاتل ہے۔

۳:- اساتذہ کو کتابیں پڑھانے کے لیے اتنی دی جائیں کہ آسانی سے ان کا مطالعہ کر سکیں اور ان کے متعلقات کو دیکھ سکیں اور ان کو صرف اس کتاب کے حواشی و شرح پر کفایت نہ کرنی چاہیے، بلکہ فن کی اعلیٰ کتابیں پیش نظر رکھنی چاہئیں۔

۴:- ہر درجہ کے مناسب طلبہ کو بھی مطالعہ کے لیے کتابیں دینی چاہئیں اور ان میں امتحان ضروری ہو، یعنی بغیر تدریس کے صرف مطالعہ سے وہ ان کتابوں پر عبور حاصل کر لیں اور امتحان دیں۔

۵:- طلبہ کی اخلاقی نگرانی بہت شدید ہونی چاہیے۔ اسلامی حلیہ اور دینی وضع میں کوئی مساحمت برداشت نہیں کی جا سکتی، بلکہ غبی محنتی کو برداشت کیا جائے اور ذکی مستعد آزاد کو نہ رکھا جائے۔ مدرسہ میں قواعد و ضوابط ایسے ہوں کہ نماز کی پابندی اور لباس و پوشاک میں علمی وضع کی حفاظت ملحوظ ہو۔

۶:- مسابقت کے امتحانات مقرر رہوں، نیز ہر سہ ماہی، ششماہی امتحانات میں طلبہ کی اعلیٰ کامیابی پر وظیفہ دینا چاہیے۔

۷:- ہر سال امتحانات میں ایک پرچہ امتحان کا محض عام استعداد و قابلیت کا رکھنا چاہیے، جس کا کسی خاص کتاب سے تعلق نہ ہو، ہاں! اس درجہ کی اہلیت ضروری ہے۔

۸:-عربی بولنے کی قابلیت مقاصد میں شامل کرنی چاہیے، تین سال کے بعد تدریس کی زبان عربی ہونا چاہیے۔

۹:-عربی ادب پر خاص معیار سے توجہ دینی ہوگی، تقریر و تحریر کی تربیت دی جائے اور اس کے لیے بہت تفصیل طلب اور مہم تنبیہات کی حاجت ہے جو بعد میں عرض کروں گا۔

۱۰:-ہر زمانہ کا ایک فن ہوتا ہے، اس زمانہ کا مخصوص فن تاریخ و ادب ہے، اس پر توجہ زیادہ کرنی ہوگی۔

۱۱:-قرآن کریم کا ترجمہ ابتدا سے شروع کرنا چاہیے اور تین چار سال میں ختم کرنا چاہیے۔ بغیر کسی تفسیر کے محض ترجمہ ابتداءً زیر درس ہونا چاہیے اور قابلیت بڑھانے کے لیے مخصوص اجزا اور سورتوں کا انتخاب کرنا چاہیے اور لغوی و ادبی تحقیق کے ساتھ پڑھانا چاہیے۔

۱۲:- طلبہ کے مطالعہ کے لیے ایک دارالمطالعہ مخصوص ہو، ان کے لیے مفید کتابیں اور عربی مجلّات وجرائد رکھنے چاہئیں۔

۱۳:- مدرسہ کے سالانہ بجٹ میں ایک رقم مستقل بسلسلہ اصلاحِ نصاب اور تبدیل کتب علیحدہ کرنا ضروری ہو، یہ اس لیے کہ نصاب کی مشکلات میں سب سے زیادہ مشکل مرحلہ ہمارے غریب مدارس کے لیے قلتِ سرمایہ کا ہے۔

۱۴:- تین نصابوں کی ضرورت ہے:

الف:......ایک سہ سالہ نصاب: جس میں فقہ، قرآن وحدیث، تاریخ، صرف ونحو، معانی، ادب، عقائد اور فرائض شامل ہوں، تاکہ جو شخص صرف اپنی ضرورت کے لیے عالم بننا چاہتا ہو، وہ علم حاصل کر سکے، تعلیم و تدریس کو پیشہ نہیں بنانا چاہتا ہو، بلکہ تجارت وغیرہ میں زندگی بسر کرنا چاہتا ہو۔

ب:......مدرس و عالم بننے کی لیے نصاب زیادہ سے زیادہ ہشت سالہ ہو۔

ج:......تیسرا نصاب درجہ تکمیل کا ہے، ایک سال کا اور دو سال کا، اس میں مفتی، محدث، ادیب، مؤرخ، وغیرہ اسی قسم کے چند شعبے ہوں۔ حاصل یہ ہے کہ نصاب خواہ کوئی بھی ہو، لیکن اگر ان امور کی رعایت کی جائے تو ان شاء اللہ! اچھے عالم نکل سکیں گے۔

طلبہ میں تکثیر سواد کی کوشش نہیں کرنی چاہیے، بلکہ معیارِ انتخاب کے مطابق کوشش کرنی چاہیے، چاہے جتنے بھی کم ہوں۔ جو طلبہ ذہین و ذکی اور مستعد ہوں، ان کی ترغیب اور حوصلہ افزائی کے لیے مختلف وجوہ کو پیش نظر رکھنا ضروری ہوگا، مثلاً: مخصوص وظیفہ جاری کرنا، درجۂ تکمیل میں جانے کی ترغیب دینا، بلکہ درجۂ تکمیل میں باقاعدہ ایسا وظیفہ دیا جائے جو ضروریاتِ زندگی کے لیے کفایت کرے۔ ایک اہم بات جو سلسلۂ تعلیم میں ضروری ہے اُسے لکھنا بھول گیا، وہ یہ کہ ابتدائی کتابیں قابل اساتذہ کے پاس ہوں، مثلاً: ہر بڑے استاذ کو ایک چھوٹی کتاب دی جائے، اس میں طرفین کا فائدہ ہوگا، طلبہ کو تجربہ کار استاذ سے استفادہ کا موقع ملے گا اور مدرس کا کام ہلکا ہو جائے گا، بجائے ایک بڑی کتاب کے چھوٹی کتاب ہوگی، جس میں اُسے زیادہ دماغ سوزی نہیں کرنی پڑے گی، اور جب مدرس مخلص ہوگا تو یہ سوال پیدا نہیں ہوسکتا کہ بڑی کتابیں پڑھانے والا چھوٹی کتابیں پڑھانا اپنی توہین سمجھے۔

نصاب کے بارے میں ایک چیز قابل گزارش ہے کہ موجودہ نصاب میں سوائے چند کتابوں کے کوئی ایسی کتاب نہیں جس سے بہتر قدماء کی عمدہ تالیفات نہ مل سکتی ہوں۔ نصاب کی ترمیم میں یہ بات پیش نظر رکھنا بے حد ضروری ہے کہ کتابیں ایسی داخل درس ہوں جن میں کتاب کی لفظی بحثیں کم ہوں اور مصنف کے الفاظ کے مطالب بیان کرنے میں وقت زیادہ صرف نہ ہو، مثلاً: اگر اختصار شدید سے کاغذ کم خرچ کیا گیا، لیکن تفہیم میں دماغ اور وقت کتنا زیادہ لگا، اتنا وقت اگر حفظ مسائل پر خرچ ہوگا تو زیادہ بہتر ہوگا۔ ملکہ وبصیرت مختصراتِ مخلّہ سے کبھی حاصل نہیں ہوسکتی۔ زیادہ تر کوشش اس کی ہونی چاہیے کہ تفہیم مقاصد ومسائل میں پورا انشراح حاصل ہو، اگرچہ جز ئیات کا استیعاب نہ ہوسکے۔ بعض متونِ درسیہ میں اگرچہ استقصاءِ مسائل زیادہ ہے، لیکن پہلا مقصد حاصل نہیں ہوتا اور وہ زیادہ ضروری ہے۔ رہا معاشیات واقتصادیات وسیاسیات کا داخل نصاب ہونا تو یہ مرحلہ اتنا مشکل نہیں، امت کو اس کی اتنی ضرورت بھی نہیں، کیونکہ اس کے لیے بہت مل جاتے ہیں، مشکل تو ''رسوخ فی العلم'' ہے۔ ہمیں صحیح العلم، راسخ العلم، ذکی اور مخلص علماء تیار کرنے ہیں۔ یہ چیزیں مطالعہ کی ہیں، بآسانی بعد الفراغ حاصل کی جاسکتی ہیں۔ یہ چند باتیں اس وقت مختصر فرصت میں نہایت استعجال وارتجال کے ساتھ پیش کر رہا ہوں، امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔ والسلام خیر ختام۔ ۱۳۸۹ھ